بقیۂ اثبات نبوت

یہہ مضمون چونکہ جلد ۲ و ۳ کے متفرق پرچون مین متفرق طور پر چھپکر ناتمام رہگیا تہا اور بعض لوگون دان سب پرچون کا اتفاق مطالعہ نہین ہوا اس لئے قبل آغاز اس مضمون کے مطالب سابقہ کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ جن کو سابق پرچے نہین پہنچے اسکے لطف سے محروم نرہین -

جلد ۲ کے نمبر ۳ سے نمبر ۲ تک ہم نے یہہ ثابت کیا تہا کہ عقل انسانی حسن و قبح اشیا (جو خدا تعالی کی رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا متعلق ہو) قبل ورود شرع نہین سمجہتی اور اشیا پر از خود نیک و بد ہونیکا حکم شرعی نہین لگا سکتی - اسیکے ضمن مین کانشنس کا بہی ذکر کیا گیا اور نیچر خیالی اہل نیچر مین بہی خوب مباحثہ ہوا - اور یہہ ثابت کیا گیا کہ کانشنس بہی ہادی نہین ہے اور جسکو نیچر سمجہا جاتا ہے وہ بہی رہنما ہونے کے لایق نہین - اس سے یہہ شبہ پیدا ہوا کہ جبحالت مین تمہارے نزدیک قبل ورود شرع نہ عقل یا کانشنس رہنما ہے اور نہ نیچر رہنمائی کے لایق ہے پہر تمنے نبوت اور اُسکے ماننے کی ضرورت کو (جو منجملہ احکام شرعیہ ایک حکم ہے) کس دلیل سے سمجہا اور مان لیا ہے - اس شبہ کو مٹانے کے لیئے دس سوال و جواب ہوئے اس ضمن مین ایکبات یہہ بہی کہی گئی تہی کہ نبوت بذات خود ثابت ہے نبی کی تعلیمات اس قسم سے ہین کہ وہ ثبوت نبوت پر خود دلیل ہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب * گر دلیلی بایدت از وے رو متاب - اس امر کے اثبات کو لیئے بیان حقیقت نبوت اور اُسکے خواص کی ضرورت ہوئی - اس بیان کے لیئے مقدمات ذیل کی تمہید مناسب نظر آئی -

مقدمہ اولی یہہ کہ خدا تعالی قیوم عالم موجود ہے -

(۲) خدا تعالی کی حقیقت ذات و صفات کا عامہ خلائق کو علم نہین -

(۳) ہر چیز موجود کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر کسی کے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے ٹٹولنے مین آسکے

(۴) محال و مجہول الکنہ مین فرق ہے۔ اول کے وجود سے انکار جایز بلکہ لازم۔ ثانی کے وجود سے انکار جایز نہین۔

(۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوے اُسکو انسان بقوت انسانی جان نہین سکتا۔

(۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزون کا بھی علم رکھتا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہو سکین۔ اس مقدمہ کی تمثیل و تائید مین سچی خوابون اور غیبی خبرون کا جو ملکی صفت لوگون سے سرزد ہوئی ہین ذکر کیا گیا۔ پھر انکے موجود ہونے پر ایک دانی دلیل کو وارد کیا۔ پھر اس باب مین فلاسفہ و صوفیہ کا خیال (کہ انسان کے لیے اس ملکی طاقت کا حصول اور مغیبات کا علم کسبی و اختیاری ہے) بیان کرکے اسکی غلطی کو ظاہر کیا گیا۔ اس غلطی کے اظہار مین جو صوفیون سے خطاب ہوا ہے اسمین آیات سے استدلال کیا گیا اسکا تتمہ یہہ ہے جو ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ اسکے بعد بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاویگا۔

اور خدا تعالی نے سورہ لقمان مین فرمایا ہے خدا تعالی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ

اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ۔ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا۔ وَمَا تَدرِی نَفسٌ بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ۔ لقمان ع ۴

مینہہ برساتا ہے۔ اور کوئی جی نہین جانتا کہ کس زمین مین مریگا۔ اس آیت کی تفسیر دوسری آیت اور حدیث مین اسطرح آئی ہے کہ ان چیزون کا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے۔ وہ آیت یہہ ہے کہ خدا کے پاس غیب کی کنجیان

وَعِندَہٗ مَفَاتِحُ الغَیبِ لَا یَعلَمُھَا اِلَّا اللّٰہُ۔ (انعام) قال رسول اللّٰہ مفاتیح الغیب خمس لا یعلمھن الا اللّٰہ لا یعلم ما فی الارحام الا اللّٰہ ولا یعلم

ہین۔ اور حدیث یہہ ہے جو ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا غیب کی کنجیان پانچ ہین جنکو بجز خدا کوئی نہین جانتا۔ کوئی نہین

متی یاتی المطر الا الله ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الا الله

(رواه البخاری) صـ ۱۸۹

جانتا بجز خدا کہ کل کو کیا ہوگا اور کوئی نہین جانتا بجز خدا جو رحم گہٹاتی ہین اور کوئی نہین جانتا بجز خدا کہ مینہہ کب آویگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کہان مریگا اور کوئی نہین جانتا بجز خدا کہ قیامت کب آویگی -

اور حضرت **عائیشہ** صدیقہ نے فرمایا ہے جو کہو کہ آنحضرت اُن پانچ چیزون کو

عن عائشة قالت من اخبرك ان محمدًا يعلم الخمس التى قال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة فقد اعظم الفرية

جانتے تہے جنکا آیتہ (ان اللہ عندہ علم الساعۃ) مین ذکر ہے اُس نے بڑا جہوٹ بولا اور خاصکر علم قیامت سے آنحضرت کا بیخبر ہونا تو صریح آیات و احادیث مین پایا گیا ہے - آیتہ یہہ ہے تجہہ سے قیامت کی بابت پوچہتے

يسئلونك عن الساعة ايان مرساها قل انما علمها عند ربى لا يجليها لوقتها الا هو - فى حديث ابى هريرة ان جبرئيل قال للنبى صلعم اخبرنى عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل - (رواه البخاری) صـ ۱۲

ہین کہ کب گہڑی ہوگی تو کہدے اسکا علم خدا کے پاس ہے اسکو وہی اپنے وقت پر کہولیگا - آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچہا کہ قیامت کب ہوگی تو آپنے فرمایا مین تجہہ سے زیادہ نہین جانتا -

ان **احادیث و آیات** سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو لوگ خیال کرتے ہین کہ ملکی طاقت کے حصول سے علم مغیبات اختیاری وغیر محدود ہوجاتا ہے یہہ غلطی ہے - آنحضرت سے بڑہکر اس امتہ مرحومہ مین کوئی ملکی صفتہ نہین ہے - اور جب آن حضرت کا علم وسیع و اختیاری تہا تو اور کسی کا کب ہوسکتا ہے یہہ ایک ضمنی بیان ہے جسمین غلطی صوفیہ وغیرہ کا اظہار ہوا - اب بقیہ مقدمات کو بیان کیا جاتا ہے -

مقدمہ سابقہ

[یہہ مقدمہ دقیق باتون پر مشتمل ہے خصوصًا جو باتین اسکے حواشی مین بیان]

ہو چکی ہین وہ اور بہی دقیق ہین ـ جو لوگ اُنکو خود نہ سمجہین وہ کسی قدر اہل علم سے
اُنکا مطلب پوچہہ لین ـ ان باتون کے سمجہنے کو علم کے سوا ذہن ثاقب و فکر صائب
بہی بکار ہے ـ جو لوگ اسکا مطلب سمجہہ جاوینگے کمال حلاوت علمی و عقلی پاوینگے ـ

فطرت انسانی (جو مشاہدہ مین آتی ہے (اور وہ دوسرے محاورہ مین نیچر محسوس یا نیچر حسی یا واقعی کہلاتی ہے جسکا نیچری معاملات مین لایق اعتبار و اعتماد ہونا ہم سب بہی†
سے مان رہے ہین جیسے نیچر عقلی و خیالی تجویزی حضرات نیچریہ سے انکار کر رہے ہین)
اپنی زبان حال سے باواز بلند اپنے فاطر و خالق و قیوم عالم کے حضور مین پکار رہی ہے
کہ اے بار خدا تونے مجہہ مین اون علوم و اخلاق نیک و بد (یعنی صفتہ کمال و نقصان)

† دیکہو مضمون (خدا کا نیچر اور ہے اور سید احمد خان کا اور) جو حصہ دوم نمبر ۹ جلد ۱
اشاعۃ السنۃ مین شایع ہوا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ کا صفحہ ۲۲۷ جس مین صاف تصریح ہے کہ پیدائش
عالم اور اُسکی مربی اور محسوس حالات جنمین کسی قوت عقل کو دخل نہین اور اُنکو نیچر کہنے مین
ہمکو نزاع نہین الخ ـ اور مضمون (النیچر) مین (جو اسی پرچہ مین لکہا گیا ہے) تو اس بات کی
خوب ہی توضیح کی گئی ہے ـ یہہ بات ہم نے اس لیے جتا دی ہے کہ ہمارے دانا دشمن اور نادان
دوست یہہ نہ لکہنے لگین کہ مدت سے نیچر کا ابطال کر رہے تہے اب اسی نیچر سے استدلال
کرنے لگی ہین ـ اور یہہ جان لین کہ جس نیچر کا ابطال کرتے تہے وہ اور (نیچر عقلی و خیالی)
ہے اور جس سے استدلال کیا ہے یہہ اور (حسی و واقعی) ہے جس سے ہمکو پہلے ہی اعتراف تہا ـ
اس معنی کر نیک و بد (یا حسن و قبح) کا عقل یا نیچر سے معلوم ہونا کسیکا محل اختلاف نہین ہے
دیکہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱ و نمبر ۳ جلد ۲ ـ یہہ بہی اسی لیے جتا دیا گیا ہے کہ نا فہم لوگ ہم پر
یہہ اعتراض نکرین کہ پہلے نمبر ۳ جلد ۲ مین عقل کا ادراک حسن و قبح اشیاء مین بیکار ہونا
ثابت کیا ہے اور نمبر ۹ جلد ۲ مین نیچر کا (حسی و واقعی کیون نہو) مثبت احکام نہ ہونا بیان
کیا ہے ـ پہر نیک و بد ہونا اخلاق کا قبل اثبات نبوت و شرع کہانسے سمجہہ لیا ـ اور یہہ جان لین

حاصل کرنیکا مادہ رکہا ہی جو میری ہمجنس مخلوقات (حیوانات نباتات و جمادات) مین نظر نہین آتا اور مجہہ اُن علوم و اخلاق کے لئی استعداد و تمیز دی ہے جو میری ہمجنسون مین دکہائی نہین دیتی اے بار خدا مجہسے اس مادہ و استعداد و تمیز کے موافق کام لے۔ اور میری تکمیل کیواسطے نہ اپنی ذاتی غرض کیواسطے مجہہ اس نیک و بد کے کرنے و نہ کرنیکا حکم دے۔ میرا اسی مین کمال ہے اور مجہہ مہمل چہوڑنے مین میرا ہی نقصان ہی جیسے آفتاب بزبان حال پکار رہا ہے کہ اے بار خدا تو نے مجہہ قوت اشراق عطا کی ہے مجہہ اس قوت کو کام مین لانے اور اپنے نور سے عالم کو روشن کرنیکا حکم دے اور زمین پکار رہی ہے کہ اے میرے قیوم تو نے مجہے منقل چیزوں کا مرکز و مرجع بنایا ہے مجہہ ان چیزون کا بوجہہ اُٹہانے اور اپنی طرف کہینچنے اور بلانے کا حکم دے۔ اور خود حضرت انسان بزبان طبع پکار رہا ہی کہ خدایا تو نے مجہہ بہوک کیوقت روٹی کہانے اور پیاس کیوقت پانی پینے کے لائق کیا ہی مجہے بہوک و پیاس کیوقت روٹی اور پانی کیطرف میلان کرنیکا حکم دے۔ ہر چند یہہ حکم جس کی فطرت انسانی خواستگار ہی طبعی ہے (جیسے آفتاب و زمین

کہ یہان اخلاق کو نیک و بد بمعنی صفت کمال و نقصان کہا گیا ہی جسکے ادراک کے لئے عقل کافی ہے اور نتیجہ واقعی اسکا مثبت ہی۔

اس مین اُس مسئلہ کی رعایت ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ مین بصفحہ ۲۲۰ بیان ہوا ہی کہ خدا تعالی کے افعال و احکام کسی ذاتی غرض و منفعت سے معلل و مسبب نہین ہوتی۔

یہہ تمثیل اُس دعوی کے موافق ہی جو نمبر ۸ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰ مین کیا گیا ہی کہ انسان کا مکلف باحکام ہونا ایسا نتیجہ عقل دکہائی دیتا ہی جیسے آفتاب کا نتیجہ جسمانی روشن ہونا۔ اہل نظر اس دعوی کا ثبوت لین اور ہمارے وعدہ کا ایفا دیکہین۔

یہہ جواب ہی اُس اعتراض کا کہ جس حکم کا فطرت انسانی مین ثبوت پایا جاتا ہی وہ حکم طبعی ہی اور جس حکم کے اثبات کے تم درپے ہو اور اُسکے اثبات سے اثبات نبوت چاہتے ہو وہ حکم شرعی ہے

وغیرہ اشیا ہین کے احکام مطلوبہ بحسب مقتضائے طبع طبعی ہین) جیسے حصول رضا و عتاب الٰہی و ثواب و عذاب اُخروی عقل یا طبع از خود تجویز نہین کر سکتی۔ لیکن بعد ورود حکم خداوندی یہی حکم طبعی شرعی ہو جاتا ہے جیسے رضا و عتاب و ثواب و عذاب کا مرتب ہونا شرع سے معلوم ہوتا ہے۔ شرع عین طبع کے موافق وارد ہوتی ہے۔ اور اس حکم طبعی کو باثبات لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) شرعی بنا دیتی ہے اس نظر سے فطرت انسانی گویا حکم شرعی سے مامور ہونے کی طالب ہے۔

یہ مقدمہ اگرچہ بظاہر عنوان ایک مقدمہ ہے مگر درحقیقت یہ کئی مقدمات پر مشتمل ہے اس لیئے اس مقدمہ کا اثبات اُن سب مقدمات کی تفصیل ہو سکتا ہے جو ضمن تشریحات ذیل قلم مین آتی ہین۔

اول تشریح حقیقت و صفات انسانی

انسان کو ہم بظاہر مجموعہ صفات جسمانی و روحانی دیکھ رہے ہین (جیسے لنبا چوڑا جسمدار ہونا۔ اُس جسم کا بڑھنا۔ اُسکا خوبصورت و خوش رنگ ہونا۔ ارادہ سے چلنا پھرنا دیکھنا۔ ٹٹولنا۔ کلی و جزئی امور کو سوچنا۔ عمدہ عمدہ چیزین بنانا۔ کسی پر حملہ یا غصہ کرنا رحمت یا شفقت سے پیش آنا۔ اپنے خالق و قیوم کے آگے بازو جھکانا۔ علی ہذا القیاس)۔

پھر یہ سوچتے ہین کہ منجملہ ان صفات کے وہ صفات جو انسان سے مختص ہین اور وہ انسانیت کا مناط و مدار ہین اور انکے سبب سے انسان انسان کہلاتا ہے۔ کونسی صفات ہین۔ اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ وہ صفت اُسکا طول قامت اور عظم و ضخامت جسم ہے تو ہم کو خیال آتا ہے کہ یہ صفات تو انسان کی نسبت درختون اور پہاڑون مین بدرجہا بڑھکر ہین۔ اگر یہ مدار مناط انسانیت ہین تو پہاڑ اور درخت بطریق اولیٰ مستحق اطلاق لفظ انسان ہین۔

حاصل جواب یہ ہے کہ جس حکم کی فطرت اور طبیعت انسانی سے ضرورت ثابت کرتی ہے وہی حکم بعد صدور شرعی ہو جاتا ہے شرع عین مقتضائے طبع کے موافق وارد ہوتی ہے اور اس حکم طبعی کو بانضمام لوازم شرعی بنا دیتی ہے۔